بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

آنکھیں بند کرکے چلنا ایک شخص کے لئے جتنا مہلک ہو سکتا ہے، اس سے بہت زیادہ مہلک ایک قوم کے لئے ہوتا ہے۔ آپ کھلے میدان میں بھی بند آنکھوں کے ساتھ چل کر ٹھوکر سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ لیکن سڑک پر جہاں آمد و رفت کا ہجوم ہو۔ اور رہ نوردوں کے درمیان کشمکش ہو رہی ہو۔ اگر آپ آنکھیں بند کرکے چلیں گے تو یقیناً آپ کو کسی مہلک حادثہ سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ایسی ہی حالت ایک قوم کی بھی سمجھ لیجئے۔ معمولی حالات میں جبکہ فضا میں کوئی غیر معمولی ہنگامہ نہ ہو۔ اس کیلئے آنکھیں ——— جسمانی نہیں، عقل و بصیرت کی آنکھیں ——— بند کرکے چلنا محض نقصان اور مضرت کا موجب ہوتا ہے، مگر جب کوئی انقلاب درپیش ہو، جب قسمتوں کا فیصلہ ہو رہا ہو، جب زندگی و موت کا فیصلہ درپیش ہو۔ ایسے وقت میں اگر وہ آنکھیں بند کرکے چلے گی تو اسے تباہی اور ہلاکت سے دوچار ہونا پڑے گا۔

یہی خیالات تھے جن کے تحت میں نے محرم ۱۳۵۶ھ سے "ترجمان القرآن" میں ان مضامین کا سلسلہ شروع کیا جن کا صرف ایک حصہ اس مجموعہ کی صورت میں شائع ہو رہا ہے۔ تحریک خلافت کی ناکامی کے بعد سے کامل پندرہ برس تک مسلمان جس انتشار فکر و عمل میں مبتلا رہے ہیں اس کو دیکھ دیکھ کر دل خون ہوا جاتا تھا، مگر ہمیشہ یہی خیال لب کشائی

سے روکتا رہا کہ میدان میں مجھ سے زیادہ علم اور تجربہ اور قوت و اثر رکھنے والے موجود ہیں، وہ کبھی نہ کبھی حالات کی اصل خرابی کو محسوس کریں گے، اور ان کو رفع کرنے کے لئے مستعد ہو کر وہ تدبیریں اختیار کریں گے جو مسلمان ہونے کی حیثیت سے ان کو اختیار کرنی چاہئیں۔ لیکن دن پہ دن گذرتے چلے گئے، اور یہ امید بر نہ آئی، یہاں تک کہ وہ وقت آگیا جو ہندوستانی مسلمان کے لئے قسمت کے فیصلہ کا آخری وقت ہے۔ دل کی آنکھوں نے صاف دیکھ لیا کہ اب اگر اس قوم نے کوئی غلط قدم اُٹھایا تو سیدھی ہلاکت کے گڑھے کی طرف جائے گی، اور اس کے ساتھ چشم دل ہی نہیں، چشم سر نے بھی یہ دیکھا کہ جن کی تدبیر و تدبر پر اس قوم کے مستقبل کا انحصار ہے وہ اب بھی حالات کو اس فراست کے ساتھ سمجھنے کی کوشش نہیں کر رہے ہیں جسے "فراست مومن" کہا گیا ہے، اور اسی کوتاہی کی بنا پہ ایسے نازک وقت میں مسلمانوں کو ان مختلف راستوں کی طرف چلائے جا رہے ہیں جن میں سے کوئی بھی منزلِ نجات کی طرف نہیں جاتا۔ اس مرحلے پہ پہنچ کر ضمیر نے آواز دی کہ یہ وقت خاموش بیٹھنے کا نہیں ہے۔ اب دین و ملت کی سب سے بڑی خدمت یہی ہے کہ مسلمانوں کو، ان کے عوام اور خواص علماء اور زعماء، سب کو ان حقیقی خطرات کی طرف توجہ دلائی جائے جو "مسلم قوم" ہونے کی حیثیت سے ہمیں درپیش ہیں، اور اس کے ساتھ انہیں یہ بھی یاد دلایا جائے کہ تمہارے لئے ہدایت کا اصلی سرچشمہ خدا کی کتاب اور اس کے رسول کی سیرت پاک میں ہے، جسے چھوڑ کر محض اپنی فکر و تدبیر پہ اعتماد کر لینا ہلاکت کا پیش خیمہ ثابت ہوگا۔

اس مجموعہ میں صرف وہ مضامین درج کئے جا رہے ہیں جو "ترجمان القرآن"

میں محرم سے رجب ۵۶ھ تک شائع ہوئے ہیں۔ میں نے ان میں اسلامی ہند کی گذشتہ تاریخ اور موجودہ حالت پر محض ایک مورخ یا ایک سیاسی آدمی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے نظر ڈالی ہے، اس لئے بہت ممکن ہے کہ ایک خالص تاریخی، یا سیاسی، یا معاشی نظر رکھنے والے آدمی کو میرے بیان سے اختلاف ہو، لیکن میں یہ گمان نہیں کرتا کہ جو شخص میری طرح ایک مسلمان کی نظر سے دیکھے گا اسے میرے بیان سے اختلاف ہوگا۔ اسی طرح میں نے ہندوستان کے موجودہ حالات اور ان کی کارفرما قوتوں کا جو تجزیہ کیا ہے اس میں بھی میرے پیش نظر اسلامی معیار تحقیق ہے، اور ان حالات میں مسلمانوں کے اصل قومی مسائل کو سمجھنے اور ان کا حل تلاش کرنے کی جو کوشش میں نے کی ہے وہ بھی ایک مسلمان کی حیثیت سے کی ہے۔ درحقیقت اس تمام بحث میں میرے مخاطب صرف وہی لوگ ہیں جو اول بھی مسلمان ہیں، آخر بھی مسلمان ہیں، اور مسلمان کے سوا کچھ نہیں ہیں۔ باقی رہے وہ لوگ جو صرف "ہندوستانی" ہیں، یا پہلے "ہندوستانی" اور پھر سب کچھ ہیں، تو ان سے مجھے کوئی سروکار ہی نہیں۔ وہ ایک جہاز کے مسافر ہیں، اور میں دوسرے جہاز کا مسافر ہوں۔ ان کی منزل مقصود دوسری ہے اور میری منزل مقصود دوسری۔ ان کو صرف ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے سیاسی آزادی اور معاشی استقلال درکار ہے، عام اس سے کہ مسلمان رہیں یا نہ رہیں۔ اور مجھے وہ آزادی درکار ہے جس کے ذریعہ سے میں اپنی زوال پذیر اسلامی طاقت کو سنبھال لوں، اپنی زندگی کے مسائل کو مسلمان ہونے کی حیثیت سے حل کروں اور ہندوستان میں مسلم قوم کو پھر سے ایک خود مختار قوم دیکھوں۔ ان کے لئے ہندوستان کا سیاسی و

معاشی استقلال بجائے خود ایک مقصد ہے۔ اور میرے لئے وہ حصولِ مقصد کا ایک ذریعہ ہے جو اگر حصولِ مقصد میں مددگار نہ ہو تو مجھے بجائے خود اس ذریعہ سے کوئی دلچسپی نہیں۔ پس میرے اور ان کے درمیان مقصدی اختلاف ہے، اس لئے ان سے بحث کرنا تو میرے نزدیک محض تضیع وقت ہے۔ البتہ جو لوگ اس مقصد میں مجھ سے متفق ہیں۔ ان کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ ان تمام مضامین کو غور سے ملاحظہ فرمائیں، جو کچھ حق پائیں اسے قبول کریں، اور جس چیز میں غلطی پائیں اس کا غلط ہونا دلیل و حجت سے ثابت کر دیں تاکہ میں بھی اپنے خیالات کی اصلاح کر سکوں۔

میں جانتا ہوں کہ جو لوگ مقصد میں مجھ سے اتفاق رکھتے ہیں، ان میں سے بھی بہت سے حضرات میرے ان خیالات سے متفق نہیں ہیں جن کا اظہار میں نے اپنے مضامین میں کیا ہے۔ مگر اس قسم کے جن حضرات نے اخبارات میں اور پرائیویٹ خطوط میں میرے مضامین پر تنقیدیں کی ہیں ان کی تنقیدوں کو دیکھ کر میں کسی نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا کہ آخر انہیں اختلاف کس چیز سے ہے؟ عموماً ان کی تحریروں کو دیکھ کر تو میں نے یہ اندازہ کیا ہے کہ وہ محض سرسری نظر میں یہ دیکھ کر کہ ایک شخص ان کے طریق کار سے اختلاف کر رہا ہے، پوری طرح اس کے خیالات کو پڑھنے اور سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے، اور تنقید لکھنی شروع کر دیتے ہیں۔ اکثر حضرات نے میرے اوپر وہ اعتراضات کئے ہیں جن کا جواب میں خود ہی اپنے مضامین میں دے چکا ہوں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اگر انہوں نے ان مضامین کو پڑھا بھی ہے تو دل کے دروازوں کو بند کر کے پڑھا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ یہ طریقہ اہل حق کے لئے مناسب نہیں ہے۔ ہم کوئی مجلس مناظرہ تو قائم نہیں کر رہے ہیں جس کا مقصد محض دماغی زور آزمائی ہوتا ہے اور جس میں ہر فریق پہلے سے یہ فیصلہ کر کے شریک ہوتا ہے کہ وہ دوسرے کی بات نہ مانے گا اور اپنی بات پر اڑا رہے گا۔ ہمارا مقصد تو

اس ملّت کی حفاظت اور سربلندی ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو یکساں عزیز ہے۔ اسی مقصد کو پیشِ نظر رکھ کر جو شخص کچھ کہہ رہا ہے اس کی بات کو کھلے دل کے ساتھ سُنیئے، پوری طرح سُننے، ٹھنڈے دل سے اس پر غور کیجئے، اور یہ فرض نہ کر لیجئے کہ جو طریقہ آپ نے اختیار کیا ہے وہ وحی کے ذریعہ سے نازل ہُوا ہے، اس لئے اس کے خلاف جو کچھ بھی کہا جائے وہ بہرحال باطل ہی ہونا چاہئے۔ وہ غریب آپ سے لڑنے کے لئے نہیں اُٹھا ہے بلکہ غور و فکر کی دعوت دینے کے لئے اُٹھا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ آپ قدم اُٹھانے سے پہلے اپنی منزلِ مقصود متعین کریں، اور اس منزل کی طرف جانے کے لئے وہ راستہ معلوم کریں جو یقیناً صحیح ہو، جس کی صحت اتنی ہی یقینی ہو جتنی ہدایتِ ربانی کی صحت یقینی ہے۔ پس آپ جویائے حق بن کر اس کے معروضات کا مطالعہ کریں اور دوران مطالعہ میں صواب کو خطا سے ممیز کرتے چلے جائیں۔ جو کچھ صواب نظر آئے اسے قبول کر لیں اور جس چیز میں خطا پائیں اس کے متعلق واضح طور پر بتا دیں کہ اسے کس بنا پر آپ خطا سمجھتے ہیں۔ آیا وہ کتاب اللہ کے خلاف ہے؟ سنتِ رسول اللہ کے خلاف ہے؟ عقل کے خلاف ہے؟ یا کسی اور ایسی چیز کے خلاف ہے جو تمیزِ حق و باطل کی معیار ہو؟ اس توضیح سے راقم کو بھی اپنے خیالات پر نظرِ ثانی کرنے کا موقع ملے گا اور نیک نیتی کے ساتھ مباحثہ کر کے ہم سب ایک صحیح نتیجہ پر پہنچ سکیں گے۔ یا اگر اختلاف باقی بھی رہا تو کم از کم غلط فہمیاں باقی نہ رہیں گی +

اس مقدمہ کو ختم کرنے سے پہلے ایک بات اور عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ "ترجمان القرآن" میں اب تک میں نے جو کچھ لکھا ہے اور آئندہ جو کچھ لکھوں گا اس میں میرا مقصد مسلمانوں کے کسی گروہ کی حمایت کرنا اور کسی دوسرے گروہ کو جمہور مسلمین کے سامنے خطاکار ٹھیرانا نہیں ہے۔ اس لئے تمام ناظرین سے میری استدعا ہے کہ وہ ان مضامین کو پڑھتے وقت اپنے ذہن کو پارٹی فیلنگ اور

بدگمانی سے محفوظ رکھیں۔ میں گروہ بندی سے ہمیشہ دامن کش رہا ہوں اور مجھے فطرۃً اس چیز سے نفرت ہے۔ میرا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمانوں کے تمام گروہ اپنے احزابی تعصبات سے دل کو پاک کر کے خالص اسلامی نظر سے اپنی قوم کے اور ہندوستان کے موجودہ حالات کو دیکھیں اور اسلامی ذہنیت ہی کے ساتھ اپنے لئے راہ نجات تلاش کریں۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جب ایک نظر اور ایک ہی ذہنیت کے ساتھ مشاہدہ اور تفکر کیا جائے گا، اور نفسانیت کا شیطانی عنصر بیچ میں نہ رہے گا تو یہ نزاعات جو عین خانہ بربادی کے موقع پر گھر والوں کے درمیان برپا ہیں، خود بخود ختم ہو جائیں گی ۔

جو حضرات "ترجمان القرآن" میں ان مضامین کا مطالعہ فرما چکے ہیں ان سے میں عرض کروں گا کہ اس مجموعہ کو پھر ایک مرتبہ اوّل سے آخر تک ملاحظہ فرمائیں، اس لئے کہ نظرثانی کے بعد اب اس میں بہت سے مباحث کا اضافہ کر دیا گیا ہے جن کی طرف تسوید اوّل کے موقع پر ذہن منتقل نہ ہوا تھا۔ نیز قریب قریب ان تمام اعتراضات کو دفع کیا گیا ہے جو ان مضامین کو دیکھ کر مختلف اصحاب نے اخبارات میں اور نجی خطوط میں کئے ہیں ۔

ابوالاعلیٰ

ایڈیٹر ترجمان القرآن

۲۹ رمضان المبارک ۵۶ھ